۴۔ پریت کا گیت

حفیظؔ جالندھری

پہلی بات : گیت ہندی شاعری کی ایک معروف صنف ہے۔اس کے لیے کوئی مخصوص موضوع یا ہیئت مقرر نہیں۔البتہ نسوانی جذبات کے اظہار کی خصوصیت گیت کو ایک مخصوص مزاج دیتی ہے۔جن لفظوں سے گیت کے خیالات اُجاگر ہوتے ہیں،انھیں 'بول' کہا جاتا ہے اور اس کے بالکل ابتدائی بول کو مکھڑا کہتے ہیں۔بول اور گیت کے قافیوں کی تکرار سے بول کو دہرایا جاتا ہے۔گیت چونکہ گانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے اسے موسیقی کا لفظی روپ سمجھنا چاہیے۔گیت کی بحریں یعنی اس کی لَے اور آہنگ ہندی بحروں اور عوامی شاعری کی بحروں سے مماثل ہوتی ہیں۔اُردو میں عظمت اللہ خاں وغیرہ نے بحر و آہنگ کے تجربات کیے تو بیسویں صدی کے آغاز سے اُردو گیت لکھے جانے لگے۔اخترؔ شیرانی،حفیظؔ جالندھری اور نئے زمانے میں ندؔا فاضلی،ظفرؔ گورکھپوری وغیرہ نے خوب گیت لکھے ہیں۔

اُردو شاعری انسانی محبت و یگانگت کے جذبات سے بھری پڑی ہے۔غزل کی طرح ہمیں گیتوں میں بھی اتحاد کا پیغام ملتا ہے۔ گیتوں میں اُردو کے ساتھ ہندی لفظوں کا کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے جو دو تہذیبوں کے ملن سے عبارت ہے۔

جان پہچان : محمد حفیظ ۱۴؍جنوری ۱۹۰۰ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ان کی کنیت ابوالاثر ہے۔ گھریلو حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے ان کی تعلیم ادھوری رہ گئی۔وہ شعر و شاعری کا فطری ذوق رکھتے تھے۔سات برس کی عمر میں انھوں نے نظم کہی۔انھوں نے مختلف ادبی رسائل کی ادارت کے فرائض انجام دیے جن میں رسالہ زمیندار،نونہال اور مخزن مشہور ہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ 'نغمہ زار' ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔'تلخابۂ شیریں، سوز و ساز' اور 'حفیظؔ کے گیت' ان کی دوسری کتابیں ہیں۔ 'شاہنامۂ اسلام' ان کی شاہکار طویل مثنوی ہے۔۲۱؍دسمبر ۱۹۸۲ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔

اپنے من میں پریت بسالے
اپنے من میں پریت

من مندر میں پریت بسالے — او مورکھ ، او بھولے بھالے
دل کی دنیا کرلے روشن — اپنے گھر میں جوت جگالے
پریت ہے تیری ریت پرانی — بھول گیا او بھارت والے

بھول گیا او بھارت والے
پریت ہے تیری ریت
بسالے اپنے من میں پریت

☆

اپنے من میں پریت بسالے
اپنے من میں پریت

نفرت اک آزار ہے ، پیارے — دکھ کا دارو پیار ہے ، پیارے
آجا ، اپنے روپ میں آجا — تو ہی پریم اوتار ہے ، پیارے

یہ ہارا تو سب کچھ ہارا　　　من کے ہارے ہار ہے، پیارے
من کے ہارے ہار ہے پیارے
من کے جیتے جیت
بسالے اپنے من میں پریت

☆

اپنے من میں پریت بسالے
اپنے من میں پریت
دیکھ، بڑوں کی ریت نہ جائے　　　سر جائے پر میت نہ جائے
میں ڈرتا ہوں، کوئی تیری　　　جیتی بازی جیت نہ جائے
جو کرنا ہے، جلدی کرلے　　　تھوڑا وقت ہے، بیت نہ جائے
تھوڑا وقت ہے، بیت نہ جائے
وقت نہ جائے بیت
بسالے اپنے من میں پریت

خلاصہ : شاعر نے اس نظم میں محبت کی عظمت اور اہمیت بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اے انسان! تو اپنے دل کو محبت کے جذبات سے معمور کرلے۔ شاعر انسان کو نادان اور بھولا بھالا کہہ رہا ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ انسان محبت کی حقیقت سے ناواقف ہے۔

دل گویا ایک مندر ہے اور محبت عبادت ہے۔ اس سے انسان کو ایسی روشنی میسر آتی ہے جو اس کے گھر یعنی اس کی ذات کو روشن کردیتی ہے۔ شاعر اہلِ وطن کو یاد دلاتا ہے کہ ہمارے ملک میں پرانے زمانے ہی سے محبت اور اتحاد کا چلن عام رہا ہے۔ محبت کے برعکس نفرت ایک بیماری ہے جبکہ زندگی کے دکھوں کا علاج محبت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ انسان کی بنیاد ہی محبت ہے۔ انسان محبت کا پیغام پہنچانے والا ہے۔ اگر انسان طرزِ محبت کو اپنانے میں ناکام رہا تو وہ سب کچھ کھودیتا ہے۔ محبت سے انسان سب کو جیت لیتا ہے۔

محبت ہمارے آبا و اجداد کا طرزِ حیات رہا ہے۔ ہمیں اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔ اس کے لیے جان کی بازی لگانی پڑے تب بھی اتفاق و اتحاد کی حفاظت کرنا چاہیے۔ شاعر کو ڈر ہے کہ کہیں لوگ ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر ہمیں محبت کی راہ سے دور نہ کردیں۔ وقت دیکھتے دیکھتے گزر جاتا ہے اس لیے ہمیں اپنے تعلقات کو مضبوط کرنے اور اتحاد سے لوگوں کو ایک دوسرے سے قریب کرنے میں دیر نہیں کرنا چاہیے اور زندگی محبت کے ساتھ بسر کرنا چاہیے۔

معانی و اشارات

ریت　–　رسم و رواج
آزار　–　مرض، تکلیف
دارو　–　مراد علاج (اصلی معنی: دوا)
میت　–　دوست
بازی　–　کھیل، مقابلہ
پریم اوتار　–　محبت کی صورت/شخصیت

* **نظم کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

۱۔ جان پہچان کی مدد سے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

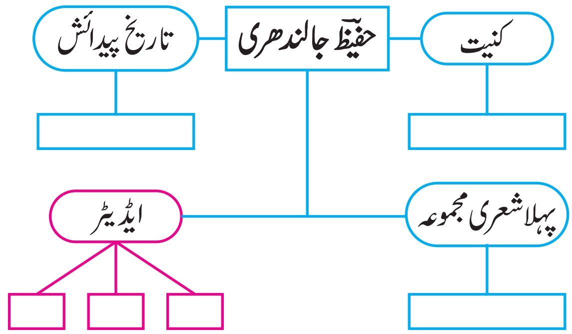

۲۔ پریت کے گیت کے مرادی مفہوم کو واضح کیجیے۔

۳۔ گیت کے مکھڑے کو نقل کیجیے۔

۴۔ بھارت واسیوں سے شاعر کی التجا بیان کیجیے۔

۵۔ ہندوستانی پس منظر میں گیت کے عنوان اور گیت کی زبان پر اپنی رائے دیجیے۔

۶۔ شاعر کے مطابق نفرت کے مرض کے علاج اور اس کے معالج کو واضح کیجیے۔

۷۔ پریت کے گیت سے دنیا اور گھر میں ہونے والی تبدیلی کو لکھیے۔

۸۔ شاعر نے گیت میں جن خدشوں کا اظہار کیا ہے، انھیں ترتیب وار لکھیے۔

۹۔ گیت کے پسندیدہ بند کے مفہوم کو مختصراً لکھیے اور پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔

۱۰۔ نظم سے پانچ ہم صوت الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

۱۱۔ نظم سے ہندی زبان کے الفاظ ڈھونڈ کر لکھیے۔

۱۲۔ نظم سے متضاد الفاظ کی جوڑی تلاش کر کے لکھیے۔

* **پریت ہے تیری ریت پرانی**
بھول گیا او بھارت والے
اس شعر کی روشنی میں بھارت کی کسی ایک رسم کو لکھیے۔

* **نظم کے دوسرے بند کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔**

تجنیس

ذیل کے جملوں میں لفظ 'تار' پر غور کیجیے :

۱۔ تار پڑھ کر وہ رونے لگا۔

۲۔ بجلی کے تار پر چڑیا بیٹھی ہے۔

۳۔ اس کا لباس تار تار ہو گیا۔

۴۔ تیرہ و تار راتوں میں وہ گھر سے باہر نکل پڑا۔

یہاں واضح ہوتا ہے کہ ہر جملے میں تار کا املا اور آواز یکساں ہے مگر ہر جملے میں اس لفظ کے معنی بالکل مختلف ہیں۔ لفظوں کے ایسے استعمال کو **'تجنیس'** کہتے ہیں۔ اگر یہ استعمال شعر میں ہو تو یہ ایک قسم کی لفظی صنعت ہے۔ اس صنعت کی کئی قسمیں ہیں۔

میر حسنؔ کی مثنوی میں آپ نے یہ شعر پڑھا ہے :

وہ معبود یکتا ، خدائے جہاں
کہ جس نے کیا کُن میں کون و مکاں

اس شعر کے الفاظ 'کن / کون' میں ایک حرف 'و' زائد ہے اس لیے اس قسم کی تجنیس کو **'تجنیسِ زائد'** کہتے ہیں۔

میرؔ کی مثنوی میں یہ شعر بھی آپ نے پڑھا ہے :

چرخ تک ہو گیا ہے پانی جو
ماہ و ماہی ہیں ایک جا ہر دو

یہاں 'ماہ / ماہی' لفظوں میں ایک حرف 'ی' زائد ہے۔

* ذیل کے مصرعوں میں تجنیسِ زائد کے الفاظ تلاش کیجیے :

بھول گیا ، او بھارت والے
پریت ہے تیری ریت
بسا لے اپنے من میں پریت

* درج ذیل شعر میں استعمال کی ہوئی صنعت کا نام بتائیے۔

کہا دل نے اب تا کجا بند رہیے
کہاں تک بھلا گھر میں پابند رہیے